روزنامہ خبریں
Daily KHABRAIN

غربت کا راج، قوانین کا فقدان — پاکستان غیر ملکیوں کیلئے گردوں کا سستا بازار بن گیا

امریکہ میں پیوندکاری کا خرچ 60 لاکھ روپے‘ گردے کا بندوبست خود کرنا پڑتا ہے‘ پاکستان میں بذریعہ ایجنٹ گردے سمیت کام صرف 5 ہزار ڈالر میں ہو جاتا ہے

پاکستان میں سالانہ 2 ہزار گردوں کی پیوندکاری‘ نصف سے زائد غیر ملکی استفادہ کرتے ہیں‘ ڈونر کو محض 80 ہزار روپے ملتے ہیں‘ دوران آپریشن گردہ چوری کے بھی واقعات

بعض دیہات کے 30 فیصد لوگ گردے بیچ چکے‘ بھارت میں ایسا اقدام جرم‘ پاکستان نے روک تھام کے بجائے طبی سیاحت کے نام پر الٹا آسانیاں پیدا کر دیں تحفظ صارفین نیٹ ورک رپورٹ

ملتان (نیوز ڈیسک) حکومت پاکستان نے حال ہی میں طبی سیاحت کے فروغ کیلئے ایک پالیسی اختیار کرتے ہوئے اس "نئی" صنعت سے متعلقہ مشینری اور ادویات کی درآمد پر ڈیوٹی اور ٹیکس وغیرہ ختم کر دیئے ہیں۔ کیا پاکستان میں عالمی

باقی صفحہ 10 بقیہ نمبر 12

بل 1992ء سے پارلیمنٹ میں موجود ٹرانسپلانٹ سرجنوں کی طاقتور لابی منظور نہیں ہونے دیتی

ملتان (نیوز ڈیسک) صحت کی عالمی اسمبلی نے 1991ء

باقی صفحہ 10 بقیہ نمبر 13

لاہور: دھوکے سے لوگوں کے گردے نکال کر فروخت کرنیوالے 2 افراد گرفتار

-لاہور (اے این این) لاہور میں دھوکے سے لوگوں کے

باقی صفحہ 10 بقیہ نمبر 14

بقیہ نمبر 12 // گردہ بازار

معیار کی طبی خدمات اتنے سستے داموں مہیا کی جا سکتی ہیں کہ غیر ملکی افراد پاکستان کا سفر کر کے یہاں کی اعلیٰ طبی خدمات سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ وطن عزیز کی سیر بھی کر سکیں؟ دی نیٹ ورک ادارہ برائے تحفظ صارفین کی ایک تحقیق کے مطابق پاکستان میں سستے گردوں کے علاوہ غیر ملکی سیاحوں کو پیش کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ حکومت کا واحد مطمع نظر ڈالر کمانا معلوم ہوتا ہے چاہے اس کے لئے غیر ملکیوں کے ہاتھ اپنے غریب عوام کے گردے ہی کیوں نہ بیچنے پڑیں۔ طبی سیاحت کو فروغ دینے کی کوشش درحقیقت ملک میں انسانی اعضا کی گھناؤنی تجارت کو تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اسے ترویج دینے کے مترادف ہے۔ طبی سیاحت اصطلاح میں کسی مریض کے اس غیر ملکی سفر کو کہتے ہیں جو اپنی کسی بیماری کا علاج ایسے ملک میں کروانا چاہتا ہے جہاں یہ علاج معیاری ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے اپنے ملک کی نسبت سستا ہو۔ بہت سی ایشیائی حکومتیں طبی سیاحت کو صنعت کے طور پر متعارف کروا رہی ہیں اور ماہرین کا خیال ہے کہ 2012ء تک صرف ایشیا میں طبی سیاحت چار ارب ڈالر کی صنعت بن جائے گی۔ پاکستان اپنی جی ڈی پی کا صرف 0.5 فیصد صحت پر خرچ کرتا ہے اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد صحت کی بنیادی ضرورت سے بھی محروم ہے۔ پاکستان کسی بھی طبی سیاح کے لئے کوئی پرکشش منزل نہیں ہے تاہم پاکستان کچھ طبی سیاحوں کے لئے ایک الگ سی کشش ضرور رکھتا ہے اور وہ ہے گردوں کی پیوندکاری۔ پاکستان دنیا کے ان معدودے چند ممالک میں شامل ہے جہاں انسانی اعضا کی تجارت کی روک تھام کے لئے کسی قسم کے قوانین موجود نہیں ہیں اور انتہائی غربت لوگوں کو اپنے اعضا تک بیچنے پہ مجبور کر دیتی ہے۔ اعضا کی تجارت انسانی تذلیل کی انتہا ہے اور یہ دنیا کے بیشتر ممالک میں غیر قانونی قرار دی جا چکی ہے۔ بجائے اس کے کہ پاکستان کی حکومت ملک میں بڑھتی ہوئی انسانی اعضا کی تجارت کی روک تھام کے لئے کوئی قانون سامنے لے کے آتی (اس حوالے سے ایک مسودہ قانون پچھلے 15 برس سے پارلیمنٹ میں زیر التواء ہے) اس نے انسانی استحصال کی بنیادوں پر کھڑی انسانی اعضا کی پیوندکاری کی صنعت کے لئے طبی سیاحت کے فروغ کے تحت خصوصی مراعات کا اعلان کر دیا ہے۔ گردوں کے ڈائیلسز اور پیوندکاری کے لئے درآمد کی جانے والی مشینری‘ آلات اور ادویات کو ڈیوٹی اور ٹیکسوں سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ ان مراعات کے لئے حکومت صرف موجودہ مالی سال میں 230 ملین روپے کا خسارہ برداشت کر رہی ہے جبکہ بھارت گردے کی خرید و فروخت کو قانون سازی کے ذریعے جرم قرار دے چکا ہے۔ نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ غیر ملکی مریض گردوں کی پیوندکاری کے لئے پاکستان کا دھڑا دھڑ رخ کر رہے ہیں تاکہ یہاں سستے داموں گردے کی پیوندکاری کروا سکیں کیونکہ پاکستان میں گردے کا حصول اور پیوندکاری ان کے اپنے ملکوں کی نسبت نہایت سستی ہے۔ ان غیر ملکیوں کو گردے عنایت کرنے والے وہ مجبور و بے کس غریب نوجوان ہوتے ہیں جو گردہ مافیا کے چنگل میں پھنس کر محض چند ہزار روپوں کی خاطر اپنا گردہ بیچ دیتے ہیں۔ ایک غیر ملکی کو پاکستان میں گردے کی پیوندکاری پر صرف 3 لاکھ روپے یا پانچ ہزار امریکی ڈالر خرچ کرنا پڑتے ہیں جن میں سے بڑا حصہ دلالوں‘ ڈاکٹروں اور ٹرانسپلانٹ سنٹر کی نذر ہو جاتا ہے اور بے چارہ غریب نام نہاد "عطیہ دہندہ" ایک غیر ملکی کو نئی زندگی بخشنے کے عوض صرف 50 ہزار سے ایک لاکھ روپے اور عمر بھر کا روگ اور پچھتاوا کماتا ہے۔ امریکہ میں گردے کی پیوندکاری کے لئے کم از کم 60 لاکھ روپے یا ایک لاکھ امریکی ڈالر درکار ہوتے ہیں اور مریض کو عطیہ دہندہ کا انتظام بھی خود کرنا پڑتا ہے۔ گردوں کی پیوندکاری کی دو اقسام ہیں‘ لاشوں سے حاصل کئے گئے گردوں کی پیوندکاری اور زندہ انسانوں کے گردے کی پیوندکاری۔ لاش سے گردے کی پیوندکاری میں دماغی طور پر مردہ افراد جن کی بچنے کی امید صفر ہوئے گردہ حاصل کر کے مریض میں پیوند کیا جاتا ہے۔ دنیا کے زیادہ تر ممالک میں گردوں کی پیوندکاری کا یہ طریقہ زیادہ پسند کیا جاتا ہے اور دنیا کے بیشتر ممالک نے اس حوالے سے قانون سازی بھی کی ہوئی ہے۔ زندہ انسانوں سے گردے کے حصول کی شکل میں زیادہ تر ممالک نے یہ قانون سازی کی ہوئی ہے کہ صرف وہ افراد ہی کو گردہ عطیہ کر سکتے ہیں جو مریض کے خون کے رشتے دار (یعنی بھائی‘ بہن‘ بیٹا‘ بیٹی وغیرہ) ہوں۔ چند ممالک کے علاوہ دنیا کے تمام ممالک میں انسانی اعضا کی تجارت قانوناً جرم ہے۔ حتیٰ کہ وہ ممالک بھی جہاں غیر رشتہ دار گردے قبول کئے جاتے ہیں ایک بہت سخت نظام کے تحت تمام عمل کی نگرانی کرتے ہیں جیسے ایران وغیرہ۔ پاکستان میں گردوں کی پیوندکاری 80 کی دہائی کے وسط میں متعارف کروائی گئی تھی اور اب ہر سال تقریباً 2 ہزار گردوں کی سالانہ پیوندکاری ملک میں ہوتی ہے تاہم ہمارے ملک میں انسانی ایثار اور قربانی کی عظیم مثال جو گردہ عطیہ دہندگان پیش کرتے تھے بڑی تیزی سے انسانی استحصال اور کمرشل ازم کی لہر میں ڈوبتی جا رہی ہے اور گردے مارکیٹ میں باڈی پارٹس کے طور پر فروخت ہو رہے ہیں اور سب سے بڑا ستم یہ ہے کہ یہ مارکیٹ مکمل طور پر خرید کنندہ کے رحم و کرم پر ہے۔ پاکستان میں انسانی اعضا کی تجارت کے حوالے سے کوئی قانون سرے سے موجود ہی نہیں اس لئے یہ گھناؤنی تجارت کھلے بندوں کی جاتی ہے اور اب تو ملک میں ایسے طبی ماہرین کی بھی کوئی کمی نہیں جو اس تجارت کے حق میں جواز تراشیاں کرتے ہوئے اسے غربت مٹانے کا ایک اوزار گردانتے ہیں۔ سنٹر آف بائیو میڈیکل ایتھکس اینڈ کلچر کی پروفیسر ڈاکٹر فرحت معظم کے بقول پاکستان انسانی اعضا کی تجارت کے حوالے سے بڑی تیزی سے ایک مرکز میں تبدیل ہو رہا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ 1991ء میں 75 فیصد گردوں کی پیوندکاری کے کیسز میں گردے خاندان کے افراد نے عطیہ کئے تھے جبکہ 2003ء میں 80 فیصد گردے غیر رشتہ دار لوگوں سے خریدے گئے تھے جبکہ 2003ء ہی میں جو 2023 پیوندکاریاں ہوئیں ان میں سے آدھے مریض غیر ملکی تھے۔ ان تمام پیوندکاریوں میں سے 1400 صرف لاہور اور راولپنڈی کے ہسپتالوں میں ہوئیں۔ ڈاکٹر فرحت کا کہنا ہے کہ یہ بڑھتا ہوا ٹرانسپلانٹ ٹورازم اب کوئی راز نہیں رہا اور ہیلتھ کیئر کمیونٹی اور حکومت ان سرجنوں اور ڈاکٹروں کے ناموں اور کارناموں سے بخوبی واقف ہے جو اس گھناؤنے اور غیر انسانی کاروبار میں ملوث ہیں۔ ڈاکٹر فرحت نے کہا کہ اگر کسی کو اب بھی شک ہے تو وہ انٹرنیٹ پر پاکستانی ٹرانسپلانٹ سنٹرز کی ویب سائٹ پر پیش کئے جانے والے ٹرانسپلانٹ پیکجز پر نظر ڈالے۔ ان انٹرنیٹ اشتہاروں میں غیر ملکیوں کو گردوں کی پیوندکاری کے لئے ایسے پیکجز پیش کئے جاتے ہیں جن کی قیمت 1300 ڈالر سے لے کر 25000 ڈالر تک ہوتی ہے اور ان پیکجز میں گردے کی قیمت جسے "ڈونر کوسٹ" کہا جاتا ہے بھی شامل ہوتی ہے۔ ڈاکٹر فرحت مزید کہتی ہیں کہ گردے کی پیوندکاریوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ گردوں کی تجارت ایک منفعت بخش کاروبار میں ڈھل گئی ہے جس کا حجم 15 ملین ڈالر (90 کروڑ روپے) سالانہ کے قریب بنتا ہے۔ ماضی قریب میں اخبارات میں ان غریب اور مسکین افراد کی کہانیاں چھپتی رہتی ہیں جنہوں نے ہسپتالوں کو اپنے گردے فروخت کئے۔ ان میں زیادہ تر افراد بھٹہ خشت مزدور ہیں جو بھٹہ مالکان کے "قرض" کی پیچیدہ قسطوں میں اس طرح جکڑے ہوئے ہیں کہ انہیں جبری مزدور کہا جا سکتا ہے۔ قسمت کے مارے یہ مزدور کسی شادی یا خاندان کے کسی فرد کی بیماری کے علاج کے لئے اپنے جسمانی اعضا تک بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر فرحت کا کہنا ہے کہ حال ہی میں ایک پائلٹ سروے کیا گیا جس میں پنجاب کے ایک گاؤں سے ایسے 70 افراد کا انٹرویو لیا گیا جو اپنا گردہ فروخت کر چکے ہیں۔ اس سے خوفناک حقائق سامنے آئے۔ تمام گردہ فروخت کنندگان ان پڑھ تھے۔ ان میں زیادہ تر مرد جبری مزدور تھے اور ان کی خواتین بھی زمین مالکان کے گھروں میں نوکری کرتی تھیں۔ اوسطاً ہر اس شخص کو جس نے اپنا گردہ بیچا 80 ہزار روپے ایجنٹ کی فیس نکال کر بچے تھے اور اس رقم کا ایک بڑا حصہ مالکان کا قرضہ اور سود ادا کرنے میں نکل گیا تھا اور باقی رقم خاندان کی شادیوں اور مرنے والوں کی آخری رسومات پر خرچ ہوئی۔ اسی سروے سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ بعض دیہات کے 30 فیصد لوگ اپنا گردہ فروخت کر چکے ہیں۔ ایک دفعہ جب گردہ ہسپتال میں نکال لیا جاتا ہے اور گردہ دہندہ کو گھر بھیج دیا جاتا ہے اس کے ساتھ کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں رکھا جاتا۔ غربت کے مارے ان گردہ دہندگان کے علاوہ ہسپتالوں میں گردوں کی چوری کی شکایات بھی سامنے آئی ہیں۔ چند ماہ قبل پشاور کا ایک ایسا ہی کیس میڈیا میں اچھلا تھا جس میں ایک شخص نے ایک سرجن پر الزام لگایا کہ اس نے اس کے بیٹے کا گردہ کسی دوسرے آپریشن کے دوران نکال دیا تھا۔

بقیہ نمبر 13 // پیوندکاری بل

میں قرارداد نمبر 44.25 میں تمام رکن ممالک (بشمول پاکستان) کے لئے اعضا کی پیوندکاری کے حوالے سے رہنما اصول مرتب کئے جنہیں رکن ممالک پر اپنی پالیسیاں بناتے وقت مدنظر رکھنا ضروری قرار پایا۔ ان میں سے ایک رہنما اصول یہ ہے کہ "انسانی جسم یا اس کا کوئی حصہ کسی تجارتی مقصد کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا اور یہ کہ "کسی بھی انسانی عضو کی قیمتاً ضرورت یا دستیابی کی تشہیر ممنوع ہونی چاہیے۔" پاکستان مسلم ممالک میں وہ واحد ملک ہے جہاں اعضا اور بافتوں کی پیوندکاری اور لاشوں سے اعضا حاصل کرنے کا قانون منظور نہیں ہو سکا۔ "انسانی اعضا کی پیوندکاری بل 1992ء میں پارلیمنٹ میں پیش کیا تھا اور سینٹ کی ایک قائمہ کمیٹی نے یہ بل 1994ء میں بہت سی ترمیمات کے ساتھ پیش کرنے کے لئے منظور کیا تھا مگر یہ اب تک پارلیمنٹ سے منظور نہیں کروایا جا سکا۔" 1994ء کے اس مجوزہ بل کی مخالفت میں ٹرانسپلانٹ سرجنز کی ایک طاقتور لابی پیش پیش ہے کیونکہ یہ قانون انسانی اعضا کی تجارت کو مکمل طور پر ممنوع قرار دیتا ہے۔ مجوزہ بل میں خون کے رشتوں کے علاوہ کہیں سے بھی عطیہ لینے کی ممانعت ہے۔ خاوند کا بیوی اور بیوی کا خاوند کو عطیہ دینا بھی ایک کمیٹی کی منظوری سے مشروط کر دیا گیا ہے۔ یہ کمیٹی قانون کے مطابق ہر پیوندکاری آپریشن کا جائزہ لے گی۔ یہ قانون لاشوں سے اعضا حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور اس کے لئے طریقہ کار مرتب کرتا ہے۔ اگرچہ مجوزہ قانون میں کچھ سقم ہیں جیسے آرٹیکل 7 کسی بھی فرد کی اپنی واضح مرضی سے عطیہ دینے کی اجازت دیتا ہے اور یہاں آرٹیکل 3 کا حوالہ نہیں دیا گیا جس میں خون کے رشتے کے علاوہ کہیں سے بھی عطیہ قابل قبول نہیں۔ اسی طرح آرٹیکل 9 کے مطابق یہ قانون "اچھے ارادے" سے کئے گئے کسی بھی فعل پر گرفت نہیں کرے گا۔ یہاں "اچھے ارادے" کی مزید تشریح ہونی چاہیے تھی۔ اسی طرح قانون میں شکایات اور تلافی کے کسی طریقہ کار کا واضح تذکرہ نہیں اور قانون میں تجویز کی جانے والی سزا (3 سال قید) بھی کم ہے۔ مگر ان سقم ہائے کے باوجود یہ قانون بہت اچھا ہے اور اس کی منظوری اور اس پر صحیح طریقے سے عملدرآمد سے پاکستان میں انسانی اعضا کی تجارت بند ہو جائے گی اور ملک کی پیشانی پر "گردہ گلی" کا لگا ہوا کلنک کا ٹیکہ بھی اتر جائے گا۔

بقیہ نمبر 14 // گردے فروخت

گردے نکال کر فروخت کرنے والے گینگ کے دو افراد کو گرفتار کر لیا گیا جبکہ ڈاکٹر فرار ہو گیا۔ پولیس کے مطابق کوٹ لکھپت کے مقصود مسیح نے درخواست دی تھی کہ ملزم جوزف مسیح نے ایک ڈاکٹر کے ذریعے اس کا گردہ نکلوا کر فروخت کر دیا ہے۔ پولیس نے انکوائری کے بعد مقدمہ درج کر لیا اور اچھرہ کے جوزف مسیح اور اس کے ایجنٹ نواز کو گرفتار کر لیا جبکہ ڈاکٹر ذکی فرار ہو گیا۔ ملزمان نے دوران تفتیش تیس سے چالیس افراد کے گردے فروخت کرنے کا انکشاف کیا ہے۔